اسد محمد خان

کچلے ہوئے آدمی کی آواز

زندگی کے مین اسٹریم سے کاٹ کر ہٹا دیے گئے، ایک طرف لگا دیے گئے ہر آدمی کے لیے... کسی بھی آدمی کے لیے... جینے کا اپنا حوصلہ بنائے رکھنا اور گاتے رہنا ضروری ہوتا ہے۔

دیکھیے نا، ایسے مسلے مسلائے لوگ ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت کے ساتھ جیون جوجھتے، کل بھی گایا کرتے تھے، آج بھی گایا کرتے ہیں۔ لگتا ہے وہ جینے کی آرزو میں اسی طرح گاتے رہے تھے، اسی طرح گاتے رہیں گے۔ یہ کوئی اسم اعظم ہے جو انھیں جینے پر اکساتا ہے۔ نظر انداز کیے گئے، پٹے ہوئے دیہاتیوں کا ایک بہت پرانا ہندی لوک گیت میرے سامنے ہے:

چھ مہینا کی بیٹی رَجلو ، رَجلو کی مَیا مریہو جائے
بارہ برس مَیں دودھوا پیاوالوں، رَجلو موگلو سے ہولو بھیائے

یعنی رَجلو بیٹی چھ مہینے کی تھی جب اس کی ماں مرگئی۔ مَیں نے بارہ برس رَجلو کو دودھ پلا کے پالا پوسا، اب وہ ایک مغل کے پریم میں پھنس گئی ہے۔

گیت آگے چلتا ہے کہ رَجلو بیٹی کس کس طرح مغل کی ٹہل سیوا میں لگی ہے۔

دودھ پلانے والی ماں کہتی ہے:

رَجلو نے گیہوں کی روٹی بنائی، اوپر سے مُرغی کے انڈے کا شوربہ ڈال دیا۔ مغل روٹی جیمنے بیٹھا، رَجلو پنکھا جھلنے لگی۔ ارے دیکھو تو مغل کی ڈاڑھی سُوپ جیسی ہے اور آنکھیں اس کی بیل سری سی! اسی ڈاڑھی والے مُنھ سے مغل نے رَجلو کا مُنھ چوما تو میری رَجلو کو قے ہوگئی!

خواتین وحضرات!

مَیں نے یہ گیت کوئی اَسّی برس پہلے شائع ہونے والے لوک گیتوں کے ایک بے مثال مجموعے سے نقل کیا ہے۔ ناگری لپی میں چھپی اس بیش قیمت کتاب کو پنڈت رام نراین ترپاٹھی نے کمپائل کیا تھا۔ رویندرا

ناتھ ٹیگور، مدن موہن مالویہ، لالہ لاجپت رائے اور دوسرے بڑوں نے لوک گیت اکٹھا کرنے کے اس بڑے کام کو بہت سراہا تھا، رام نراین ترپاٹھی جی کے لیے خیر کے کلمات کہے تھے۔ بڑا آدر کیا تھا۔

میرے نصیب اچھے تھے کہ کراچی میں اپنی طالبِ علمی کے دور میں پرانی کتابیں تلاش کرتے ہوئے مجھے یہ کتاب ردّی کی ایک ڈھیری سے مل گئی۔

میں حرف پہچانتا تھا، اٹک اٹک کے ہندی پڑھ لیتا تھا، سو لوک گیتوں کی چاہت میں یہ پوری کتاب پڑھ ڈالی اور تھوڑی بہت جانکاری پائی کہ اُن دور دراز زمانوں میں پٹے ہوئے اور محروم لوگ، کسی زور آور کے آس پاس ہوتے کس طرح زندگی کیا کرتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ صدیوں کی حد پھلانگتے ہوئے یہ چند گیت دیہات میں آج بھی گائے جاتے ہیں۔

ایک گیت اس طرح ہے کہ ایک بہن تُرک یا مغل لشکریوں کے آگے قدم جمائے کھڑے اپنے بیرن کی دلاوری کا بکھان کرتی ہے، کہتی ہے:

بیرنا تُرک لڑیّا کا ٹھاڑ بیرنا موگول لڑیّا کا ٹھاڑ
بیرن، موگول کی اوریوں، سب ساتھی جنے
مورا بھیّا اکیلب ہی ٹھاڑ
بیرن، موگول جو جھیں سب ساتھ جنے
مورا بھیّا سمر جیتی ٹھاڑ

پھر وہ اس ماں کی کوکھ کو سراہتی ہے، جس کا بیٹا جیوٹ کے ساتھ کھڑا ہے؛ اس بہن کی (گویا خود اپنی) بڑائی بیان کرتی ہے کہ دیکھو میرا بھیّا جیوٹ کیے کھڑا ہے۔ وہ اپنی اس بھاوج کے سہاگ کا بکھان کرتی ہے جس کا سوامی آخر آخر جیت کے کھڑا ہے۔

ایک اور گیت میں ایک دلہن نے اپنے دُلہا کی دلاوری کو اس طرح بیان کیا ہے:

دُلہا کھینچ لیہونی تروریا نۃ یہی رن بن میں
دُلہا آگے ہیں موگل پچاس نۃ یہی رن بن میں
دُلہا جیتی کے ٹھاڑ اکیل نۃ یہی رن بن میں

تو دوستو! سمجھ میں یہ آیا کہ ''ایک پاسے ہنکا دیے گئے''... ''کنارے لگا دیے گئے'' کسی بھی آدمی کے

لیے اس طرح اونچے سُر میں گانا، گاتے رہنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

سَبالٹرن کے لیے undertone میں نہیں، اونچے سُر میں بولنا ہی ٹھیک ہے۔ اسی طرح وہ اُٹھ پایا ہے۔ اسی طرح اپنی زمین پہ قدم جما جما کے چل پائے گا۔

[19th SAARC Writers Conference, April 2007 میں پڑھا گیا۔]